نظرات

حالیہ پارلیمنٹری انتخابات کے نتائج نے ہندوستان کی سیاست میں ہلچل مچا دی ہے۔ اور کانگریس جماعت کو اس الیکشن میں جسطرح شکست کا سامنا کرنا پڑا اس کا کچھ اندازہ پہلے سے تو تھا مگر اس کا کسی کو بھی گمان نہ تھا کہ کانگریس اس بری طرح ہارے گی کہ ریکارڈ بن جائے گا۔ اس انتخاب میں کانگریس دوسرے نمبر پر سمٹ کر رہ گئی اور جو پارٹی کبھی پارلیمنٹ میں کسی گنتی میں شمار نہ ہوتی تھی وہ نمبر اول پر براجمان ہو گئی۔ ہماری مراد بھارتیہ جنتا پارٹی سے ہے ۱۹۸۴ء میں یہ پارٹی پارلیمنٹ میں صرف دو عدد سیٹوں کے ساتھ اپنی موجودگی بمشکل برقرار رکھ پائی تھی اور ۱۹۸۰ء میں جبکہ یہ پارٹی نئی نئی قائم ہوئی تھی، پارلیمنٹ میں اس کی سیٹیں کل دس تھیں مگر ۱۹۸۹ء کے پارلیمنٹری انتخابات میں بھارتیہ جنتا پارٹی کانگریس کی ڈھلمل پالیسی اور اس کے ایک طرح سے سیکولرزم کے انحراف کی بدولت اور جنتا دل کے قیام کے نتیجہ میں ایکدم چھلانگ لگا کر اسّی سے اوپر پہونچ گئی اور پھر ۱۹۹۱ء میں یہی بھارتیہ جنتا پارٹی ایک سو انیس سیٹیں جیت کر پارلیمنٹ میں دوسری بڑی پارٹی کی صورت میں ابھر کر سامنے آئی اور پارلیمنٹ میں حزب اختلاف کی باوقار کرسی پر جا چڑھی۔ اور ۱۹۹۶ء کے پارلیمنٹری انتخابات میں بھارتیہ جنتا پارٹی نے وہ کامیابی حاصل کی کہ کانگریس اس کے آگے بونی ہوگئی۔ اور پارلیمنٹ میں سب سے بڑی پارٹی بن کر حکومت بنانے کی دعوی دار بن گئی۔

سنہ ۱۹۹۶ء کے پارلیمنٹری انتخابات میں بھارتیہ جنتا پارٹی کو تمام دیگر سیکولر اور غیر سیکولر جماعتوں سے زیادہ سیٹیں دستیاب ہوگئیں تو اس کا حکومت بنانے کا دعویٰ سراسر جائز اور صحیح تھا چنانچہ صدر جمہوریہ ہند کے سامنے جب بھارتیہ جنتا پارٹی نے حکومت بنانے کا دعویٰ پیش کیا تو صدر جمہوریہ ہند نے آئین کے مطابق اسے حکومت بنانے کا موقع دیا۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کے پارلیمنٹری قائد جناب اٹل بہاری باجپئی نے بحیثیت وزیر اعظم حلف لیا۔ اور انہوں نے اپنی اتحادی جماعت شیوسینا، اکالی دل بادل، اور سمتا پارٹی کی حمایت سے اپنی حکومت بنائی دس افراد پر مشتمل اپنی کابینہ کا بھی اعلان کیا۔ صدر جمہوریہ ہند نے انہیں ۱۵ روز کے اندر اندر اپنی اکثریت ثابت کرنے کا وقت دیا۔ اور اس وقت سے کچھ ایک آدھ دن پہلے ہی اپنی اکثریت ثابت کرنے میں مشکل و دقت کا اندازہ کر کے جناب اٹل جی نے وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ دینے میں ہی اپنی عافیت سمجھی۔ وہ ۱۳ روز تک ہندوستان کے وزیر اعظم رہے۔

بھارتیہ جنتا پارٹی کی حکومت کو گرانے کے لئے کانگریس سمیت تمام سیکولر پارٹیوں نے ایک پلیٹ فارم بنایا اور اس کے تحت کرناٹک کے وزیر اعلیٰ جناب دیوگوڑا کی قیادت میں حکومت بنانے کے لئے صدر جمہوریہ ہند کے سامنے اپنا دعویٰ پیش کیا جسے صدر جمہوریہ ہند نے منظور کرتے ہوئے جناب دیوگوڑا کو وزیر اعظم کی حیثیت سے حلف دلا کر حکومت بنانے کا موقع دیتے ہوئے انہیں پارلیمنٹ میں دس روز کے اندر اپنی اکثریت ثابت کرنے کے لئے ہدایت کی۔

جناب دیوگوڑا دس روز کے اندر پارلیمنٹ میں اپنی اکثریت ثابت کر سکیں

گے یا نہیں یہ الگ بات ہے ویسے قیاس اغلب ہے کہ وہ پارلیمنٹ میں اپنی اکثریت ثابت کر دیں گے کیونکہ بھارتیہ جنتا پارٹی شیو سینا وغیرہ کے علاوہ دوسری تمام ۱۳ پارٹیوں نے انھیں اپنی حمایت پیش کی ہے۔ لیکن اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حکومت بنانے کے لئے چھوٹی بڑی سیکولر پارٹیوں کا اتحاد مستقبل میں واقعی پائیدار ثابت ہوگا بھی یا ایسے ہی ہوا میں اڑ کر رہ جائے گا جس کے بعد اگر خدانخواستہ دوبارہ ملک کو پارلیمنٹری الیکشن کا سامنا ہوا تو کیا ملک کا اقتصادی ڈھانچہ اس کے اخراجات کا متحمل ہو سکے گا بھی، یہ سوچنے کی بات ہوگی۔ اور جیسے تیسے مجبوری میں الیکشن ہو بھی جاتے ہیں تو پھر سیکولر طاقتیں جو حکومت بناتے وقت ایک ہیں مگر الیکشن کے وقت ایکدوسرے کے خلاف نبرد آزما ہوں گی تو پھر یہ بھی یاد رکھنے والی بات ہوگی کہ اس ملک پر اسی بھارتیہ جنتا پارٹی کی حکومت ہوگی جس کے خلاف یہ سب پارٹیاں اس وقت ایک ہو گئی ہیں اگر کسی بھی حالت میں اسے حکومت بنانے کے حق سے محروم کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ کہ فرقہ پرستی کی لعنت سے ملک کو محفوظ رکھنا ہے۔ زبانی جمع خرچ تو ان کا یہ ہی ہے لیکن عملی کردار ان کا یہ ہوگا کہ بھارتیہ جنتا پارٹی پوری طاقت سے ابھرے گی اور پھر یہ سب سیکولر جماعتیں جو الیکشن کے وقت ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے میں لگی ہوئی ہوں گی بھارتیہ جنتا پارٹی کو حکومت بناتے وقت ہائیں ہائیں کرتی ہی رہ جائیں گی!

کچھ حضرات کا یہ گمان و وہم تھا کہ اگر بھارتیہ جنتا پارٹی برسر اقتدار آگئی تو وہ کوئی ایسا اقدام کرنے سے باز رہے گی جس سے ملک کے سیکولر ڈھانچہ پر آنچ آئے۔ کیونکہ ملک کے اکثر صوبوں میں اس کی حکومت میں ایسی کوئی کارگزاری دیکھنے کو نہیں ملی جس سے

سیکولر پسندوں کو تشویش لاحق ہوئی۔ مگر ۱۳ روز کی مرکزی حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد بھارتیہ جنتا پارٹی کے حامیوں نے یوپی میں جسطرح کا کھیل کھیلا۔ اس کا کچھ تھوڑا بہت اندازہ نئی دہلی سے شائع ہونے والے ہندی اخبار نو بھارت ٹائمز کی ایک خبر سے ہوتا ہے جس میں یہ چھپا ہے کہ یوپی میں بھاجپا کے حامیوں نے اپنی حریف جماعت سماجوادی پارٹی کے کئی ورکروں کو ہلاک کیا اور مرادآباد میں مسلم انٹر کالج کی زمین پر جبراً قبضہ کیا جسے پولیس کی مدد سے بمشکل ہٹایا گیا۔ اس سے پہلے یوپی میں بھاجپا کی حکومت ہی کے سلسلے میں بابری مسجد کا انہدام عمل میں لایا گیا۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو بھارتیہ جنتا پارٹی کی حکومت اگر مرکز میں خدا نخواستہ تھوڑی سی مدت ہی تک ٹک جاتی تو نہ معلوم ملک کا کیا حشر ہوتا اس کا تصور ہی رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے۔ جو ہوا وہ بہتر ہی ہوا۔ دفعہ ۳۷۰، یا یکساں سول کوڈ وغیرہ جیسے مسائل سے ملک کو جس طرح کے خطرات درپیش ہوتے اس سے یقیناً ملک کے باشندوں کو مصیبتوں کا ہی سامنا ہوتا۔ جس سے ملک کا سیکولر ڈھانچہ جو جیسا بھی ہے، تہس نہس ہو کر رہ جاتا!

جناب دیوگوڑا نے وزارتِ عظمیٰ کی حلف برداری کے بعد حکومت کی اہم پالیسیوں کا جو اعلان کیا ہے اور اپنی کابینہ کی جس طرح تشکیل کی ہے اسے دیکھ کر ملک میں خوشحالی کی آمد کے لئے حسن ظن کا احساس ہے۔ خدا کرے جناب دیوگوڑا کی قیادت میں یہ ملک ترقی و کامیابی کی منزلیں طے کرے اور یہ حکومت پائیدار ثابت ہو اور پوری مدت پانچ سال تک چلے۔ یہ ہر ہندوستانی کی تمنا و خواہش ہے۔ ادارہ "برہان" ہندوستان کے نئے وزیر اعظم جناب دیوگوڑا کو اپنی دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔ اور ہندوستان کے روشن مستقبل کے لئے دعا گو ہے۔